وَشَدَدْنَا مُلْكَهُ وَآتَيْنَاهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ ۳۸/۲۰

فصولِ پاک

مرتبہ

نصیر الدین نصیر ہونزائی

شائع کردہ

ہز رائل ہائنس پرنس آغا خان اسماعیلیہ
لوکل کونسل گلگت مرکز

بار — — — اول

مرتبہ — نصیرالدین نصیر ھونزائی

ناشر ایچ آر ایچ پرنس آغاخان اسماعیلیہ لوکل کونسل گلگت مرکز

طابع — — ظفر حیات پال

مطبوعہ — ہنزہ پرنٹنگ پریس گلگت

تعداد — — ۲۰۰۰

مورخہ — — یکم مئی ۱۹۷۲ء

فہرست فصول وعنوانات

تمہید

فصل ۱

کھانے کی چیزوں میں حلال وحرام

۱- چار حرام چیزیں۔ ۲- گیارہ حرام چیزیں۔ ۳- جو چیزیں زمین سے پیدا ہوتی ہیں۔ ۴- حلال حیوانات۔ ۵- انڈے۔ ۶- درندہ اور شکاری پرندہ۔ ۷- درندے۔ ۸- خرگوش۔ ۹- سوسمار یعنی گوہ۔ ۱۰- حشرات الارض ۱۱- مچھلی اور ٹڈی۔ ۱۲- گھوڑا۔ ۱۳- گدھا۔ ۱۴- خچر۔ ۱۵- گندہ خور جانوران۔ ۱۶- شراب کا سرکہ۔ ۱۷- حلال میں مکروہ۔ ۱۸- مردہ مچھلی وغیرہ۔ ۱۹- حلال دریائی جانور۔ ۲۰- حرام اور مجبوری۔ ۲۱- اہل کتاب کا کھانا۔ ۲۲- مشرکین کا پنیر۔ ۲۳- شراب کا برتن۔ ۲۴- وہ کھانا جس میں مکھی وغیرہ مر جائے۔

فصل ۲

پینے کی چیزوں میں حلال وحرام

۲۵- پانی۔ ۲۶- دودھ۔ ۲۷- انگور وغیرہ کا رس۔ ۲۸- شراب۔ ۲۹- منشیات۔

فصل ۳

ذبح کرنے کے آداب

۳۰ بوقت ذبح خدا کا نام۔ ۳۱۔ تیز چھرا۔ ۳۲۔ قبلہ اور نخاع۔ ۳۳۔ بغیر قبلہ کا ذبیحہ۔ ۳۴۔ بسم اللہ واللہ اکبر۔ ۳۵۔ حیوان کو عذاب نہ دو۔ ۳۶۔ بغیر ذبح ۳۷۔ کھال اُتار دینا اور سر جدا کر دینا۔ ۳۸۔ گلے میں ذبح کی جگہ۔ ۳۹۔ چھری کو حرام مغز تک نہ پہنچاؤ۔ ۴۰۔ ذبح کے ساتھ سر جدا کر دینا۔ ۴۱۔ قصاب کو ھدایت۔ ۴۲۔ نادانستگی سے سر کو جدا کر دینا۔ ۴۳۔ تیز چھری کی وجہ سے سر کا جدا ھو جانا۔ ۴۴۔ حلق کے سوا ذبح۔ ۴۵۔ لوہے کے بغیر ذبح۔ ۴۶۔ چھوٹی عمر کے جانوروں کا ذبح۔

فصل ۴

کسی کے ھاتھ کا ذبیحہ کھانے یا نہ کھانے کا مسئلہ

۴۷۔ یہودی، نصرانی وغیرہ کا ذبیحہ۔ ۴۸۔ بازاری گوشت ۴۹۔ اعراب نصرانی کا ذبیحہ ۵۰۔ مرتد کا ذبیحہ۔ ۵۱۔ بچے، اندھے اور عورت کا ذبیحہ۔ ۵۲۔ طہارت اور ذبح۔ ۵۳۔ گونگے کا ذبیحہ۔

فصل ۵

صحیح ذبح کی شناخت

۵۴- جانور کے پیٹ کا بچہ۔ ۵۵- پاک ذبیحہ ۵۶- اگر جانور کا کوئی حصہ کٹ کر جدا ہو جائے۔ ۵۷- صحیح ذبح کی علامت۔ ۵۸- پیروں پر چھری سے مارنا۔ ۵۹- اگر ذبیحہ بلند جگہ سے گر جائے یا پانی یا آگ میں لڑھک پڑے۔ ۶۰- جانور کو لٹا کر ذبح کیا جائے ۶۱- اونٹ نحر کرنے کا طریقہ۔ ۶۲- آیا گائے کو ذبح کیا جائے؟ یا نحر؟ ۶۳- سنت کے خلاف ذبح۔ ۶۴- اگر حلال وحرام مخلوط ہو جائیں۔

★

فصل ۶

شکار میں حلال وحرام

۶۵- شکار کرنا حلال ہے۔ ۶۶- گھونسلے میں پرندے کا شکار۔ ۶۷- کبوتر کا شکار۔ ۶۸- شکار کا حق کس کو ملنا چاہئیے؟

★

فصل ۷

شکاری جانوروں کا شکار

٦٩- شکاری جانور۔ ٧٠- سکھائے ہوئے کتوں کا شکار۔
٧١- اگر شکاری جانور شکار سے کچھ کھائے۔ ٧٢-
شکاری پرندے۔ ٧٣- چیتا اور اس کا شکار۔ ٧٤- کالا
کتا۔ ٧٥- سکھائے ہوئے کتے۔ ٧٦- بغیر بسم اللہ کا
شکار۔ ٧٧- شکار کا زندہ ہاتھ آ کر پھر مر جانا۔ ٧٨-
مجوسی کا شکاری کتا۔

فصل ٨

شکاریوں کے اسلحہ کا شکار

٧٩- ہتھیار اور ہاتھ کا شکار۔ ٨٠- شکار کا ٹکڑے
ٹکڑے ہو جانا۔ ٨١- شکار کا مردہ پایا جانا۔

فرہنگ تمہید

فرہنگ فصول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید

صاحبان امر

سورۂ نساء (۴) کی آیت ۸۳ میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا یہ مبارک فرمان ہے کہ : واذاجاءھم امرٌ من الامن اوالخوف اذاعوابہ ط ولوردوہ الی الرسول والی اولی الامر منھم لعلمہ الذین یستنبطونہ منھم ط **ترجمہ** : اور جب اُن لوگوں کو امن یا خوف سے متعلق کسی امر کی خبر پہنچتی ہے تو وہ اس کو مشہور کر دیتے ہیں اور اگر وہ لوگ اس کو رسول صلعم کی طرف اور اپنے صاحبان امر کی طرف پھیردیتے، تو اُن کے یہ حضرات (یعنی پیغمبر اور صاحبان امر صلوات اللہ علیھم) جو اس کی تہ تک پہنچ سکتے ہیں البتہ اس کو جان ہی لیتے۔

اس مقام پر ایک اہم ترین سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا امن یا خوف سے متعلق مذکورہ امر کا مطلب

کوئی ظاہری اور دنیاوی قول وخبر ہے؟ یا اس سے صرف اللہ تعالیٰ ہی کا پیغام وفرمان مراد ہے؟ اس کا مفصل جواب بھی خود اسی ارشاد الہی میں موجود ہے اور وہ اس انداز میں کہ اس ارشاد میں مذکورہ امر کو رسول اور اولوالامر علیہم السلام کی طرف پھیر دینے کا جو منشا ظاہر کیا گیا ہے اور ان حضرات کو جس طریق حکمت سے تنزیل وتاویل، قرآن کی منزل، مظہر اور معلم قرار دیا گیا ہے، اس سے یہ حقیقت پوری طرح سے واضح اور روشن ہوجاتی ہے کہ اس امر کا مطلب کوئی دنیاوی اور انسانی خبر ہرگز نہیں، بلکہ اس سے وہ پیغام الہی مراد ہے جو حضور انور صلعم پر نازل ہوا ہو کیونکہ پھیر دینے کے معنی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جو چیز جس طرف سے آئی ہو اس کو اسی طرف لوٹا دیا جائے۔

نیز یستنبطونہ (یعنی وہ اس کی تہ تک پہنچ سکتے ہیں۔ وہ اس کی تاویل کر سکتے ہیں) سے بھی اس حقیقت

کی تائیدوتصدیق ہو جاتی ہے کہ اس امر کی گہرائیوں تک پیغمبر اور اولوالامر علیہم السلام کے سوا دوسرے لوگ اس لئے نہیں پہنچ سکتے ہیں کہ یہ عوام الناس کا کوئی قول اور دنیا کی کوئی خبر سے نہیں، بلکہ یہ احکم الحاکمین کا کلام حکمت نظام ہی ہے۔ لہذا اس میں جو گہری حکمتیں پوشیدہ ہیں، ان کا استخراج واستنباط صرف رسول اکرم اور صاحبان امر علیہم السلام ہی کر سکتے ہیں۔ پس یہی حضرات اللہ جل شانہ کے فرمان گذار، تنزیل وتاویل کے حامل اور دین حق کے کار فرما ہیں۔

* آیۂ مذکورۂ بالا کا یہ ترجمہ اور تفسیر شیعی اسماعیلی مکتبۂ فکر کے عین مطابق ہے، چونکہ اس مکتبۂ فکر کی اصولی تعلیمات کے بموجب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت اطہار یعنی أئمۂ برحق (صلوات اللہ علیہم) ہی اولوالامر کے درجے پر فائز ہیں جو آل محمد کے پاک سلسلے میں یکے بعد دیگرے روز قیامت تک اس

اس دنیا میں ظاہروموجود ہوتے رہیں گے۔ بس یہی حضرات ہیں جوبتائید الہی قرآن‌وحدیث سے تاویل‌وحکمت کا استخراج‌واستنباط کر کے بمقتضای زمان‌ومکان دنیا والوں کی ہدایت‌ورہنمائی کر سکتے ہیں۔

چنانچہ یہی مطلب آیۂ مقدسۂ مذکورہ سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ اس میں قانون الہی کی طرف سے کچھ لوگوں پر یہ عتاب‌واعتراض آیا ہے کہ وہ لوگ امن یا خوف سے متعلق کسی امر کے نازل ہوتے ہی کیوں اس کے سطحی معنی کو مشہور کرنے لگتے ہیں حالانکہ انہیں اس امر کی معنوی گہرائی تک رسا ہو جانے کے لئے پیغمبر اور صاحبان امر سے رجوع کرنا چاہئے کہ یہ حضرات ان کو آسمانی کتاب یعنی قرآن مجید کے ظاہر سے خوب واقف‌وآگاہ اور علم تاویل سے مستفیض کر کے نادانی اور جہالت کی پلیدیوں سے پاک کر دیتے۔

آل ابراهیم

سورۂ بقرہ (۲) کے پندرھویں رکوع میں حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیھما السلام کی جن دعاؤں کا بیان آیا ہے ان میں سے بعض ضروری باتیں جو وہ دونوں حضرات چاہتے تھے یہ ہیں کہ ''اے ہمارے پروردگار! ہم دونوں کو اپنے واسطے انتہائی درجے کے فرمانبردار بنائیے اور ہماری اولاد سے بھی اپنے واسطے ایک ایسی ھی فرماں بردار جماعت پیدا کیجئے۔ - - - - اے ہمارے پروردگار اور اس جماعت کے اندر انہی میں سے ایک ایسا پیغمبر بھی مقرر کیجئے جو ان کو آپکی آیتیں پڑھکر سنایا کرے اور ان کو آسمانی کتاب اور حکمت کی تعلیم دیا کرے اور ان کو پاک کر دے۔''

چنانچہ حضرت ابراھیم اور حضرت اسماعیل علیھما السلام کی یہ دعا پروردگار عالم کی بارگاہ اقدس میں قبول ہوئی، وہ اسطرح کہ ذریت اسماعیل سے أئمۂ مستقر کا سلسلہ دنیا میں قیامت تک جاری وساری

رها اور ذریت اسحاق سے أئمۂ مستودع (جن میں سے بعض پیغمبر بھی تھے) کا سلسلہ آنحضرت صلعم کے ظہور تک قائم رھا، ان دونوں سلسلوں کا قرآنی نام 'آل ابراھیم' ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ : فقد اتینا ال ابراھیم الکتب والحکمة واتینھم ملکاً عظیماً ۴/۵۴ یقیناً ھم نے آل ابراھیم کو کتاب اور حکمت عطا فرمائی ہے اور ہم نے ان کو ایک (دینی اور روحانی) سلطنت عنایت کی ہے۔

آل ابراھیم کے انبیاء اور أئمہ علیھم‌السلام اس جماعت کے اندر انہی میں سے جس خاص پیغمبر کے مبعوث ہونے کی دعا کی گئی تھی، وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلعم کا مقدس نور تھا، جس نے مذکورہ دعا کے بموجب سلسلۂ آل ابراھیم کے جملہ انبیاء عظام وأئمۂ کرام علیھم‌السلام کو خدا کی آیتیں پڑھکر سنائیں، آنکو آسانی کتاب اور حکمت کی تعلیم دی اور انکو پاک کر دیا، اسی معنی میں حضوراکرم صلعم کا ارشاد گرامی ہے کہ : کنت نبیاً وآدم بین الماء

والطین، یعنی میں اُس وقت بھی پیغمبر تھا جبکہ آدم پانی اور مٹی کے درمیان تھا۔ پس اسی لئے پیغمبر آخر زمان کا مبارک لقب 'رحمت اللعالمین' ہے۔

رسول اور أئمه علیهم السلام

سورۂ بقرہ (۲) آیت ۱۴۳ میں ارشاد ہے کہ :
وکذالک جعلنکم اُمة وسطاًلتکونوا شهدآء علی الناس ویکون الرسول علیکم شهیداً ط **ترجمہ :** اور اسی طرح ہم نے تمہیں اعتدال والا گروہ بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ رہو اور رسول تم پر گواہ رہے۔ وسط کے معنی ہیں درمیان معتدل اورواسطہ (وسیلہ) اور اُمت کے معنی ہیں گروہ، جماعت، طریق، وقت وغیرہ۔ پس یہ صفت اُئمۂ برحق علیہم السلام کی ہے کیونکہ صرف یہی حضرات ایک ایسا گروہ ہیں جس کے سلسلے کے افراد خداورسول صلعم کی جانب سے ہمیشہ دنیا میں یکے بعد دیگرے موجودوحاضر رہتے ہوئے خلائق عالم پر گواہ ہیں، یہی گروہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مومنین و

مسلمین کے لئے هدایت غیبی کا واسطه اور نجات ابدی کا وسیله بنایا ہے کیونکه ربالعزت نے اس گروہ پر رسول اکرم صلعم کو روحانیونورانی حیثیت میں همیشه کے لئے حاضروموجود اور گواہ رکھا ہے اور یہی جماعت أئمۂکرام احکمالحاکمین کی حکمت سے خدا کا وہ سیدھا راسته (صراط مستقیم) اور طریق معتدل ہے جو افراطوتفریط سے پاکوصاف ہے اور بندگان خدا کو خدا تک پہنچا دیتا ہے۔

مذکورۂ بالا حقائقومعارف کا خلاصۂ مطلب یه ہے که خدائے رحمانالرحیم نے کسی بھی زمانے میں دینودنیا کو هادی برحق علیهالسلام کے مبارک وجود سے خالی نہیں چھوڑا ہے، نه اس نے کبھی صراط مستقیم کی هدایت کے ذرائعووسائل میں کوئی کمی کر دی ہے، نه اس نے زمان ومکان کے پیدا کردہ مسائل کے حل تلاش کرنے میں پہلے کی نسبت اب کوئی دشواری کر دی ہے، نه اس نے کبھی صاحب تاویل کو چھوڑ کر قرآنوحدیث کی تاویلات کے

ناقابلِ برداشت بوجھ کو عوام الناس پر ڈال دیا ہے اور نہ کسی وقت اس کی عادت وسنت میں کوئی تبدیلی پائی جاتی ہے بلکہ فی الواقع اس کا اٹل اور بے بدل قانون اب بھی ویسا ہے جیسا کہ اس سے پہلے تھا اور اس قانون کی بنیادی بات یہ ہے کہ جس طرح اس مادی دنیا میں اس جسمانی سورج کا ہمیشہ موجود ہونا اتنا ضروری ہے کہ اگر یہ نہ ہو تو ہمارا یہ سیارۂ زمین اور یہ ساری وسیع وعظیم کائنات ظلمت نیستی میں چلی جائے گی، کیونکہ جاننے والے حضرات اس حقیقت کو بخوبی جانتے ہیں اور اگر طبعیات کی روشنی میں دیکھا جائے تو یہ واقعہ سب کو روشن ہو سکتا ہے کہ روح حیوانی زندہ جسموں میں جو کچھ کام کرتی ہے، سورج وھی کام اس وسیع وعظیم کائنات میں کر رھا ہے، اس سے یہ حقیقت صاف ظاھر ہے کہ سورج کے نہ ھونے سے کائنات اس طرح فنا ھو جائیگی جس طرح کہ روح حیوانی کے نکل جانے سے انسان اور حیوان مر جاتا ہے۔

دینی سورج

اسی طرح عالم دین میں بھی اپنی نوعیت کا ایک عظیم المرتبت زندہ سورج ازل سے ھمیشہ کے لیے موجود ہے اگر یہ نہ ھوتا تو عالم دین بھی نہ ھوتا کیونکہ جب عالم دین مختلف مذاھب اور لادینیت کے جدا جدا نظریات کی مجموعی صورت میں قائم وباقی ہے تو اس سے معلوم ھوا کہ اسکے اندر وہ روحانی سورج بھی موجود ہے جس سے کہ دینی عالم کا یہ نظام حکمت برجاوبرقرار ہے چنانچہ دینی عالم کی ھر چیز زبان حال سے دینی سورج کے موجودو حاضر ھونے کی شہادت دے رھی ہے، مثلاً عالم دین میں جہاں روز دین کی روشنی ہے، تو یہ اس حقیقت کی ایک بین دلیل ہے کہ وھاں روحانیت کے آسمان پر نورانی سورج موجود ہے اور ضوفشانی ونور پاشی کر رھا ہے اور جہاں شب دین کی تاریکی چھائی ھوئی ہے تو یہ حال اس بات کا ایک واضح ثبوت ہے کہ اس طرف کے آسمان پر سورج موجود نہیں بلکہ وہ زمین دین کے روشن پہلو کی

جانب ہے اور یہ تاریک پہلو اس کے عقب میں واقع ہے۔

اگر عالم دین میں کہیں کہیں ایسے پہاڑ ہوں کہ ان سے صاف وشفاف ندیوں، گھنے جنگلات، سرسبز چراگاھوں اور قیمتی جواھر کی کانوں کے لامحدود فوائد لوگوں کو حاصل ہو رہے ہیں تو اسکا سبب یہ ہے کہ اس قسم کے پہاڑ اپنی صلاحیتوں کی بنا پر دائم الوقت سورج سے مستفیض ومستفید ہوتے رہے ہیں اور جو پہاڑ اس حال کے برعکس ندیوں، جنگلوں، چراگاھوں اور کانوں میں سے کچھ بھی نہ رکھتے ہوں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ان میں وہ صلاحیتیں نہیں جو دوسرے پہاڑوں میں ہیں۔ مثلاً اونچی اونچی چوٹیاں، جو فضا میں اڑتے ہوئے بادلوں کو چھو کر بآسانی برف و بارش حاصل کر سکیں اور ان پر برف و یخ کے بےپناہ ذخائر جمع ہوں جن سے ہمیشہ کے لئے ندیاں، نالے اور چشمے جاری رہتے ہیں، ایسی مناسب زمین اور نرم مٹی، جس میں ہر قسم کے جنگلی درخت اور گھاس اُگ سکیں اور پتھر

کی خصوصی ذات، جس میں قیمتی جواھر کی کانیں پیدا ھو سکیں۔ پس یہ دو قسم کے پہاڑ روحانی سورج کی ھستی اور وجود کی گواھی دے رہے ہیں۔ چنانچہ پہلی قسم کے پہاڑ اپنی زبان حال سے کہہ رہے ہیں کہ روحانی سورج موجود و حاضر ہے اور ھم اس سے فائدہ لے رہے ہیں، دوسری قسم کے پہاڑ کہہ رہے ہیں کہ دینی سورج موجود تو ہے مگر ھم اس کے فائدے لینے سے قاصر ہیں اسی لئے ھمارا یہ حال ہے۔

اگر زمین دین کا کوئی حصہ آبادوشاداب ہے اور اس میں ھرے بھرے لہلہاتے ھوئے کھیت، عمدہ پھلوں سے لدے ھوئے ھر قسم کے درختوں کے باغات اور رنگ برنگ کے مہکتے ھوئے پھولوں کے دلکش گلشن موجود ہیں تو اس کے معنی یہ ھوئے کہ زمین کے اس حصے کو دینی سورج کے فیوض وبرکات حاصل ہیں جو اپنی قسم کی روشنی، گرمی، پانی اور ھوا کی صورت میں مہیا ہیں اور اگر

اس کے بر خلاف زمین دین کا کوئی حصہ غیر آباد پڑا ہے تو اس کا سبب یہ ہے کہ وهاں یہ فیوض و برکات میسر نہیں یا اگر بعض ہیں تو بعض نہیں۔ پس زمین کی یہ صورت حال اور نتیجہ، کہ سورج کی رحمتوں اور برکتوں سے مستفیض ہونے سے کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے اور ان سے محروم رہ جانے سے کیا نقصان آتا ہے، سورج کی ہستی اور موجودگی کی نشاندهی کرتا ہے۔

یہ دینی اور روحانی سورج فی الاصل خدا ہی کا نور ہے جو پیغمبروں اور اماموں (علیہم السلام) کی روح مقدس کے توسط سے عالم دین میں ہدایت کی روشنی بکھیرتا رہتا ہے، چنانچہ اسی معنی میں أئمۂ برحق علیہم السلام اولوالامر کہلاتے ہیں اور اسی دلیل کی بناء پر یہ کہنا حقیقت ہے کہ قرآن و حدیث کے جملہ علوم و معارف کے خزانوں کی کلیدیں انہی حضرات کے پاس محفوظ ہیں اسی سبب سے انکی روایت و درایت بالکل درست اور انتہائی معتبر اور ان کا

فیصله بدرجۂاتم صحیح هوا کرتا ہے۔ پس ان کی تابعداری عین فرض اور حلال‌وحرام کے درمیان فرق‌وتمیز کرنے کے لئے ان سے رجوع نہایت هی ضروری ہے۔

کتاب دعائم‌الاسلام

اسماعیلی فقه کے مستندومعتبر کتب میں سب سے جامع عربی کتاب 'دعائم‌الاسلام، کے نام سے مشهورومعروف ہے۔ یه کتاب جو دینی رشدوهدایت کے فیوض‌وبرکات سے مملو ہے۔ دو ضخیم جلدوں میں مکمل کی گئی ہے جس کو نامور اسماعیلی قاضیٔقضاۃ سیدنا ابوحنیفه النعمان (قدس الله سره) نے حضرت مولانا الامام‌المعزلدین‌الله علیه‌السلام (امامت از ۳۴۱ھ تا ۳۶۵ھ) کی هدایات علمی اور برکات روحانی کے بموجب اور آپ هی کی زبان اقدس سے املا کر کے مرتب کیا ہے، کتاب دعائم‌الاسلام قرآن کی آیات، حدیث شریف کے ارشادات اور أئمۂ اهل بیت اطهار علیهم

السلام کے فرمودات کا ایک نادر اور بیمثال مجموعہ اور فاطمی علوم و معارف کا ایک بےپایان خزانہ ہے۔ یہ گرانمایہ اور بلند پایہ کتاب زمانۂ قدیم کے معمول کے مطابق عرصۂ دراز تک قلمی نسخوں کی صورت میں مروج و متداول تھی، حتیٰ کہ ۱۹۶۰/۱۳۷۹ میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جناب پروفیسر آصف بن علی اصغر فیضی نے چند قلمی نسخوں سے تقریباً پندرہ سال تک ریسرچ (تحقیق) کر کے انتہائی صحت و صفائی کے ساتھ چھپوا کر مصر جیسے قدیم و جدید اسلامی علوم و فنون کے مرکز سے شائع کر دیا، یقیناً پروفیسر آصف نے اسماعیلی عالم اور علمی دنیا کیلئے ایک قابل قدر اور ہمہ رس خدمت انجام دی ہے۔

دعائم الاسلام کا اردو ترجمہ

عربی دعائم الاسلام شائع ہونے کے تقریباً سات سال بعد یعنی ۱۹۶۷ء میں ایک دینی عالم جناب یونس

شکیب مبارکپوری نے مذکورہ کتاب کی دونوں جلدوں کا جدا جدا ترجمہ کرکے''ادارۂ ادبیات فاطمی بدری روڈ سورت نمبر ۲،، سے شائع کر دیا ہے. اس ترجمے کی دونوں جلدوں کی مجموعی ضخامت کا اندازہ تقریباً گیارہ سو ساٹھ صفحات سے لگایا جا سکتا ہے اسمیں کوئی شک نہیں کہ یونس صاحب کی اس علمی خدمت کا ثمرہ نہ صرف اسماعیلی مذھب کے معتقدین تک ھی محدود ہے. بلکہ اس سے تحقیق وتدقیق کے جملہ ادارے اور فقہی مسائل سے دلچسپی رکھنے والے تمام حلقے بھی فائدہ آٹھا سکتے ھیں لہذا جناب یونس شکیب لائق صد تحسین و آفرین ہیں۔

فصول پاک اور اس کی وجہ تسمیہ

اس کتاب یعنی فصول پاک کے مرتب کرنے کے بنیادی اسباب وعلل یہ ھوئے ہیں. کہ اگرچہ یہ خیال خود مجھے آج سے بہت پہلے پیدا ھوا تھا اوراسکے بارےمیں بہت

سے اسماعیلی احباب نے بھی مجھسے یہ خواھش ظاھر کی تھی
کہ بالعموم تمام اسماعیلی جماعت کو اور بالخصوص دینی
مراسم کے ذمہ دارحضرات اور متعلمین کو فقہی مسائل
سمجھانے کے لئے آسان اردو کتابوں کا مرتب کرنا بیحد
ضروری ہے تاھم اس خیال اور تجویز کو عملی جامہ پہنانے
کا موقع اسوقت ملا جبکہ میں ۱۹۷۱ء کے اخیر میں مرکز
اسماعیلیہ گلگت کی کونسلات کے حکم سے نومل، رحیم آباد (متم داس)
وغیرہ کے دورہ پر گیا اور گفت وشنید کے درمیان ان مقامات کی
جماعتوں کے بعض بیدار مغز اور باشعور افراد نے کتب
ضرویہ کی کمی کو محسوس کرتے ھوئے مجھے پرزور الفاظ
میں مشورہ دیا کہ شرعی مسائل کی آسان ترین تحلیل صرف
اسی صورت میں ھو سکتی ہے کہ اس موضوع پر چھوٹی
چھوٹی اردو کتابیں شائع کر دی جائیں پس میں نے بتوفیق
خداوند تعالیٰ شب وروز کی سخت محنت سے ایک قلیل
عرصے میں اس کتاب کو ترتیب دیا۔

اب میرے اس علمی کام کے متعلق ایک سوال ممکنات میں سے ہے کہ آیا اس کتاب کے مندرجات اور مطالب عربی دعائم الاسلام سے بلاواسطہ ترجمہ کرکے لئے گئے ہیں؟ یا کلیۃً یونس شکیب کے ترجمے پر اعتماد کیا گیا ہے؟ اسکا جواب یہ ہے کہ میں نے احساس ذمہ داری اور اصول احتیاط کے پیش نظر مطالب کو اس کتاب میں منتقل کر لینے سے قبل ان کی عربی اصل صورت اور اسکے مذکورہ ترجمے کو باھم مقابل کرکے تنقیدی نظر سے دیکھ لیا ہے، پس جہاں ترجمہ درست تھا، اسکو اسی طرح لیا ہے اور جہاں کہیں کوئی غلطی نظر آئی تو وھاں میں نے اپنے طوروطریق پر ترجمہ کر لیا ہے اسی سلسلے میں یونس شکیب کے ترجمے کی جلدثانی مطبوعہ ۲۵ نومبر ۱۹۶۷ء کے چند صفحات کو دقت نظر سے دیکھنے کا موقع ملا ہے وہ صفحات یہ ہیں: از ۱۱۹ تا ۱۲۶، از ۱۲۸ تا ۱۳۱، از ۱۶۴ تا ۱۷۷، اور اسکی عربی اصل کے صفحات دعائم الاسلام جلدثانی میں

یہ ہیں :   از   ۱۲۰ تا ۱۲۷، از ۱۲۹ تا ۱۳۳، از ۱۶۶ تا ۱۷۹۔   پس مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یونس صاحب کے ترجمے کے مزکورہ صفحات میں سے بعض پر کچھ غلطیاں پائی گئی ہیں۔

ایک اور سوال کہ میں نے اس کتاب کا نام 'فصول پاک، کیوں رکھا؟ جواباً اسکی وجہ عرض کی جاتی ہے کہ اس کتاب کے اصل موضوعات میں جو کچھ منقول ہے وہ سب کے سب قرآن پاک، حدیث شریف اور ائمہؑ اطہار علیہم السلام کے فرامین مبارک اور انکی تشریحات پر مبنی ہے، لہذا لفظ 'پاک، میں ان پاک ومقدس اقوال کی طرف اشارہ ہے، دوسری وجہ یہ ہے کہ پاک سے وہ تمام صاف ستھری اور پاکیزہ چیزیں مراد ہیں جو نجس وناپاک اور حرام نہ ہوں۔ چونکہ اس کتاب میں حرام وناپاک چیزیں چھوڑ کر حلال اور پاک چیزوں کی طرف متوجہ ہونے کی تعلیمات مندرج ہیں اس لئے اس کتاب کے نام میں لفظ 'پاک، کا آنا

ضروری ہوا۔

اسی طرح فصل کی جمع فصول کا مطلب ہے کتاب یا مضمون کے حصے نیز فصول کے معنی ہیں حق وباطل اور حلال وحرام کے درمیان کئے ہوئے فیصلے، نیز اس کے معنی ہیں حدیں اور پردے، پس 'فصول پاک، کے معنی ہوئے :
۱۔ پاک اقوال کے ذریعہ سے کئے ہوئے فیصلے۔ ۲۔ پاک چیزوں سے متعلق فیصلے۔ ۳۔ پاک فصلیں۔ ۴۔ پاک حدیں وغیرہ۔

اب میں آخراً دنیائے علم وادب کے اصول اور مذہبی واخلاق فرض کے طور پر اپنی طرف سے نیز تمام اہل علم اور جملہ جماعت کی جانب سے ''ہز رائل ہائنس پرنس آغا خان اسماعیلیہ لوکل کونسل گلگت مرکز،، کے عہدہ داروں اور اراکین کے حق میں صمیمیت قلب سے شکر گزاری اور احسان شناسی کا اظہار کرتا ہوں کہ انہوں نے اس

کتاب کی طباعت واشاعت کے تمام مصارف اپنے ذمے لے کر
دینی علوم کو فروغ دینے اور جماعت کی علمی ضرورتوں
کو پوراکرنے کے لئے ایک بہترین مثال قائم کر دی ہے۔

یہ حقیقت روز روشن کی طرح ساری قوم پر
ظاہروعیاں ہے کہ یہ نامدار کونسل دینداری علم دوستی،
ترقی پسندی اور فرض شناسی ایسی اعلیٰ تنظیمی صفات میں
اپنی مثال آپ ہے جسکا ایک اصل سبب یقیناً یہی ہے کہ
گلگت اسماعیلی مرکز کی منظم نیکنام اور قابل فخر جماعت
قدرتی طور پر ایسے فرمانبردارومعتقد اور دیندار افرادواشخاص
پر مشتمل ہے جو امام عالیمقام علیہ السلام کی پاک ہدایات
کے مطابق دینی اور دنیاوی ترقی کے لئے ہر لحاظ سے
شائستہ وبائستہ اور ہر اعتبار سے لائق وفائق ہیں، جیسے
عقل ودانش والے تعلیم یافتہ حضرات جنکو دینی علم کے
علاوہ فلاح وبہبود کے کاموں سے بھی کافی دلچسپی ہے
ہوشیاروتجربہ کار معزز تاجرین جو قومی اور دینی ترقی کے

لئے مالی قربانیاں پیش کرنے سے کبھی نہیں تھکتے ہیں، باشعوزودانا اور سنجیدہ کاریگر اور پیشہور جو شروع ھی سے مذھبی خدمت کو اپنا شعار سمجھتے آئے ہیں، نظم‌وضبط کی تعلیم‌وتربیت پائے ھوئے شیر دل فوجی جوان جو ھمیشہ سے قومی‌وجماعتی ترقی کے سلسلے میں ممدومعاون ثابت ھوتے رہے ہیں، باادب‌وباسلیقہ اور شریف ملازمین جن کا سب سے بڑا نصب‌العین ابتداء سے یہ رھا ہے کہ قوم اور جماعت کو روحانی اور مادی طور پر آگے بڑھانے کے لئے ھمہ وقت پابندی سے امام زمان کے پاک فرمان پر عمل کیا جائے۔

پس عاجزانہ‌وفقیرانہ دعا ہے کہ خدائے اکرم‌الاکرمین نامبردہ کونسل اور مذکورہ جماعت کو نیز سطح زمین کی تمام جماعتوں کو آفات سماوی‌وارضی اور ھموم روحانی‌وجسمانی سے اپنے حفظ‌وامان میں محفوظ‌ومامون رکھے! ان کے ایمان، جان، اولاد اور مال میں برکت عطا فرمائے! ان کو دنیاوآخرت کی کامیابی، سرخروئی اور سربلندی نصیب

هو! آمین!! یارب‌العالمین!!!

فقط احقرالعباد

نصیرالدین نصیر **ہونزائی**

بروز اتوار ۲۸، **ذیقعدہ ۱۳۹۱ھ**

۱۶، جنوری ۱۹۷۲ء

This page left blank intentionally

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فصل ــ ۱

کھانے کی چیزوں میں حلال وحرام

۱- چار حرام چیزیں۔

سورۃالانعام (٦) آیت ١٤٥ میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشادگرامی ہے : (اے رسول صلعم) آپ فرما دیجئے کہ مجھ پر جو وحی آئی ہے میں تو اس میں کسی کھانے والے پر کوئی چیز جو اس کو کھائے حرام نہیں پاتا سوائے اس کے کہ وہ مردار ہو یا بہتا ہوا خون یا سؤر کاگوشت کہ یہ پلید چیزیں ہیں یا نافرمانی کا ذبیحہ جس پر غیر خدا کا نام لیا گیا ہو پس جو شخص حالت اضطراری میں ہو نہ بغاوت کرنے والا اور نہ حد سے گزرنے والا تویقیناً آپکا پروردگار بہت بخشنے والا بڑا رحم کرنے والا ہے۔

اس کے بعد رب العزت نے آنحضرت صلعم پر یہ آیۂ کریم نازل فرمائی جو المائدہ (۵) کی تیسری آیت ہے:—

۲- گیارہ حرام چیزیں-

حرام کیا گیا تم پر مردار اور خون اور سؤر کا گوشت اور وہ جانور جس پر بوقت ذبح اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے اور گلا گھٹ کر مرا ہوا اور چوٹ کھا کر مرا ہوا اور بلندی سے گر کر مرا ہوا اور سینگ لگ کر مرا ہوا اور وہ جسے درندے نے پھاڑ کھایا ہو مگر جسے تم (مرنے کے قابل) ذبح کر لو اور وہ جانور جو بتوں کے تھان پر چڑھا کر ذبح کیا جائے اور یہ کہ تم تیروں سے قسمت معلوم کرو یہ سب نافرمانی ہے۔ - - - پس جو شخص بھوک میں بے قرار ہو جائے (لیکن) گناہ کی طرف مائل ہونے والا نہ ہو تو بیشک اللہ تعالی بہت بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔

مزکورہ قسم کے قرآنی ارشادات کے علاوہ باری تعالیٰ وتقدس نے اپنے پیغمبر برحق حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک پر جو چیزیں حرام قرار دی ہیں ان کی بابت آگہی اور صحیح روایت وخبر أئمۂ اطہار آل محمد علیہم السلام کے توسط سے مل سکتی ہے۔

۳۔ جو چیزیں زمین سے پیدا ہوتی ہیں۔

حضرت امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے اپنے ایک مجمل قول میں کھانے کی چیزوں میں حلال وحرام کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ زمین سے جو چیزیں پیدا ہوتی ہیں ان میں سے جن چیزوں کا کھانا انسان کے لئے حلال ہے وہ کل تین قسم کی غذائیں ہیں چنانچہ قسم اول میں ہر نوع کے دانے ہیں جیسے گیہوں، چاول، دال وغیرہ دوسری قسم میں تمام انواع کے پھل ہیں اور تیسری قسم ہیں طرح طرح کی سبزیاں اور نباتات ہیں۔ پس

ان اشیاء میں سے جو چیز انسان کی غذا اور قوت‌ونفع کا موجب ہے اس کا کھانا حلال ہے اور ان میں سے جو چیز انسان کے لئے مضر اور نقصان‌دہ ہے اُس کا کھانا حرام ہے مگر یہ ہے کہ اُس سے دوا کا کام لیا جائے۔

۴- حلال حیوانات

جن حیوانات کا گوشت کھانا حلال ہے، وہ یہ ہیں : گائے، اونٹ اور بکری کا گوشت، وحشی یعنی جنگلی جانوروں میں سے جن کے کچلی کے دانت اور پنجے نہ ہوں (یعنی جو جانور درندوں کی طرح دانت اور پنجے نہ رکھتے ہوں) ان کا گوشت کھانا حلال ہے پرندوں میں سے جن کے پوٹے ہوں تو ان کا گوشت کھانا حلال ہے اور دریا کے جس شکار میں مچھلی کی طرح چھلکا ہو تو اس کا کھانا حلال ہے ان مذکورہ قسموں کے سوا جو بھی ہیں ان کا کھانا حرام ہے۔

۵- انڈے-

انڈوں میں سے جن کے دونوں سرے ایک دوسرے سے مختلف ہوں یعنی برابر نہ ہوں تو اِن کا کھانا حلال ہے اور جن انڈوں کے دونوں سرے مساوی اور برابر ہوں تو یہ اُن پرندوں کے انڈے ہیں جن کا گوشت کھایا نہیں جاتا پس اِیسے اِنڈے حرام ہیں۔

٦- درندہ اور شکاری پرندہ-

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے، آپ نے فرمایا کہ ہر وہ درندہ جو چیرنے پھاڑنے والے دانت رکھتا ہو اور ہر وہ پرندہ، جس کا شکارگیر پنجہ ہو، حرام ہے۔

۷- درندے-

حضرت اِمیرالمومنین علی مرتضیٰ علیہ السلام سے

منقول ہے آپ نے فرمایا کہ بھیڑیا، تیندوا، چیتا،شیر، گیدڑ ریچھ، بجو اور ہر وہ درندہ جانور جس کے شکارگیر پنجے ہوں ان سب کا گوشت کھانا حرام ہے۔

٨۔ خرگوش۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ نے خرگوش کو کھانا مباح (حلال) قرار دیا ہے

٩۔ سوسمار یعنی گوہ۔

آنحضرت صلعم سے مروی ہے کہ ایک دفعہ آپ کی خدمت میں ایک گوہ پیش کیا گیا تو آپ نے اسے نہیں کھایا اور ناپسند فرمایا یعنی اسے کراھیت کی نظر سے دیکھا۔

١٠۔ حشرات لارض

حضرت مولانا مرتضیٰ علی علیہ السلام سے منقول

ہے کہ آپ نے گوہ اورجنگلی چوھا وغیرہ جیسے حشرات الارض (زمین میں گھسنے والے جانور) کھانے سے منع فرمایا۔

۱۱- مچھلی اور ٹڈی-

حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے، آپ نے فرمایا کہ مچھلی ذبح شدہ ہے اور ٹڈی بھی مذبوحہ ہے، ان کا زندہ پکڑنا ذبح کرنے کے برابر ہے۔

۱۲- گھوڑا-

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے، آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مرد انصاری کے پاس سے گذرے جو اپنے ایک گھوڑے کے پاس کھڑا تھا اور وہ گھوڑا مر رہا تھا، آنحضرت نے اس مرد انصاری سے فرمایا کہ اس کو ذبح کر دو تو تم کو دو اجر ملیں گے، ایک اجر اس بات کا ہوگا کہ تم نے

اس گھوڑے کو ذبح کر دیا اور دوسرا اجر اس پر صبر کرنے کے سبب سے حاصل ہو گا۔ اس وقت اس مرد انصاری نے عرض کیا کہ اے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، کیا اس ذبیحہ میں میرا بھی کچھ حصہ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں تم بھی کھاؤ اور مجھ کو بھی کھلاؤ۔ پس اس شخص نے اس گھوڑے کی ران آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بطور ہدیہ بھیجا جس کو آپ نے تناول فرمایا اور ہم کو بھی کھلایا۔

حضرت امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے گھوڑے کو ذبح کرنے سے منع فرمایا ہے۔ پس ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے صرف گھوڑوں میں سے صحیح وسالم گھوڑے کو ذبح کرنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ حق تعالیٰ نے اُن کو راہ خدا میں جہاد کے لئے مستعد اور تیار رکھنے کا حکم دیا ہے اور رسول اکرم

صلعم سے یہاں جو روایت کی گئی ہے اس کا مقصد آن میں سے ایک ایسے گھوڑے کو ذبح کرنا ہے جو موت سے قریب تر ہو یا جس (کی بری عادت) سے مالک کی هلاکت کا خوف ہو۔

۱۳- گدھا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ پالتو گدھے حرام ہیں۔ آپ نے جنگ خیبر میں ان کا گوشت کھانے سے منع فرمایا تھا۔

۱۴- خچر۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے، آپ نے فرمایا کہ خچر نہ کھایا جائے۔

۱۵- گندہ خور جانور۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے، آپ

نے فرمایا کہ آدمی کے بول وبراز جیسی گندی چیزیں کھانے والے جانوروں کو جب تک کہ اصول استبراء کے مطابق پاک نہ کر لیا جائے، ان کا گوشت، دودھ اور انڈا نہ کھانا چاھئے، جلالہ ایسے جانوروں کو کہتے ہیں جو آدمی کی جائے ضرورت کی طرف جاتے ہیں اور وہاں سے نجاست کو کھاتے ہیں۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے،

آپ نے فرمایا کہ ایسی نجاست کھانے والی آونٹنی کو چالیس دن تک گھاس وغیرہ خوراک پر باندھ رکھنا چاھئے، گائے کو بیس دن تک، بھیڑ بکری کو سات دن تک، بطخ کو پانچ دن تک اور مرغی کو تین دن تک، پھر اس کے بعد ان کا گوشت کھایا جا سکتا ہے اور ان میں سے جن کا دودھ ہو وہ پیا جا سکتا ہے اور ان میں سے جو پرندے انڈے دیتے ہوں وہ انڈے کھائے جا سکتے ہیں۔

۱۶- شراب کا سرکہ-

حضرت امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ اس سرکہ کو مکروہ سمجھتے تھے جو شراب بگڑ کر بنتا ہے جبکہ سرکہ بن جانے کا سبب سوائے شراب کے کچھ نہ ہو-

۱۷- حلال میں مکروہ-

امام جعفرالصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ غدود، ریڑھ کی ھڈی کا مغز، تلی، نرومادہ کے اعضائے تناسل، خصیے اور گردوں کا اندرونی حصہ کھانا مکروہ سمجھتے تھے-

۱۸- مردہ مچھلی وغیرہ-

حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے اس دریائی شکار کو کھانے سے منع فرمایا

جو پکڑنے سے پہلے (خود بخود) مر کر پانی کی سطح پر پایا جاتا ہے۔

۱۹۔ حلال دریائی جانور۔

امام جعفرالصادق علیہ‌السلام سے منقول ہے، آپ نے فرمایا کہ دریائی جانوروں میں سے صرف انہی جانوروں کو کھانا چاہئے جن کے چھلکے ہوں، آپ کچھوا، کیکڑا، سانپ جیسی مچھلی اور سیپوں میں رہنے والے جانور اور ان اقسام کے تمام جانوروں کو کھانا مکروہ سمجھتے تھے۔

۲۰۔ حرام اور مجبوری۔

حضرت امیرالمومنین علی مرتضیٰ علیہ‌السلام سے منقول ہے، آپ نے فرمایا کہ مضطرومجبور آدمی مردار چیز کو کھا سکتا ہے اور ہر حرام چیز کھا سکتا ہے جبکہ وہ اُس کو کھانے کے لئے مجبور ہو۔

امام جعفرالصادق علیہ السلام سے مروی ہے، آپ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص مردار کھانے پر مجبور ہو جائے تو وہ اتنا کھائے کہ اس کا پیٹ بھر جائے اور جب شراب نوشی کے لئے مجبور ہو تو اتنی پئے کہ سیراب ہو جائے لیکن اس کو یہ عمل بار بار کرنے کا اختیار نہیں ہے مگر یہ ہے کہ وہ پھر مجبور ہو جائے۔

۲۱- اهل کتاب کا کھانا۔

صادق آل محمد علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے اهل کتاب کا کھانا کھانے کی رخصت دی ہے اور ان کے علاوہ دوسرے (غیر مسلم) فرقوں کا بھی کھانا کھانے کی رخصت دی ہے، بشرطیکہ کھانے کے اندر ان کے ذبیحہ کا گوشت نہ ہو۔

۲۲- مشرکین کا پنیر۔

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے

اس پنیر کا ذکر کیا گیا جس کو مشرکین بناتے ہیں اور وہ اس میں بکری کے ایسے بچے کے پیٹ سے مایہ نکال کر لگاتے ہیں کہ وہ بچہ یا تو مردار ہوتا ہے یا بغیر بسم‌اللہ کا ذبیحہ، تو آپ نے فرمایا کہ جب ایسا معلوم ہو تو اسکو نہ کھایا جائے اور اگر پنیر کے متعلق یہ معلوم نہ ہو کہ اس کو کس نے بنایا ہے اور وہ مسلمانوں کے بازار میں فروخت ہوتا ہو تو تم اس کو کھاؤ۔

۴۳۔ شراب کا برتن۔

امام باقر علیہ‌السلام سے مروی ہے کہ آپ سے شراب کے برتن کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے اس کو دھو کر استعمال کرنے کی اجازت دی تھی۔

۴۴۔ وہ کھانا جس میں مکھی وغیرہ مر جائے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ‌السلام سے مروی ہے

کہ آپ نے اِس سالن اور کھانا کھانے کی اجازت ورخصت دی ہے جس میں کیڑا مکوڑا، مکھی اور بےخون کا جانور گر کر مر گیا ہو، آپ نے فرمایا کہ وہ کسی چیز کو نہ ناپاک کر دیتا ہے اور نہ حرام۔ پس اگر سالن اور کھانے میں خون والا جانور مر کر مائع بن جائے تو وہ کھانا فاسد ہو جاتا ہے اور اگر وہ جانور جامد ہے تو اس کے اردگرد کا حصہ فاسد ہو جاتا ہے اور کھانے کا بقیہ حصہ کھایا جا سکتا ہے۔

فصل ۴

پینے کی چیزوں میں حلال و حرام

۲۵- پانی-

سورۃالفرقان (۲۵) آیت ۴۸-۴۹ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے : اور ہم نے بلندی سے انتہائی پاک اور نتھرا ہوا پانی برسایا تاکہ ہم اس کے ذریعہ سے مردہ (ویران) شہر کو زندہ (آباد) کریں-

حضرت امام جعفرالصادق سے، آپ کے پدر بزرگوار امام باقر سے اور آپ کے آباء کرام علیہم السلام سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ پانی دنیاوآخرت میں پینے کی چیزوں کا سردار ہے چنانچہ اس پانی کا پینا حلال ہے جس کو اللہ تعالیٰ ہی نے اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیا ہے، اس میں آدمیوں کی صنعت

کا کوئی دخل نہیں جب تک کہ اس میں کوئی نجاست مخلوط نہ ہو یا کسی ایسی چیز کی آمیزش نہ ہو کہ اس کی وجہ سے اس پانی کا پینا حرام ہو جائے، ہماری معلومات کے مطابق اس پر سب کا اتفاق ہے۔

۴۶- دودھ-

اسی طرح جن جانوروں، شکاروں اور چوپایوں کا گوشت کھایا جاتا ہے، ان تمام کا دودھ پینا بھی حلال ہے اور جن کا گوشت کھانا حلال نہیں ہے تو اُن کا دودھ پینا بھی حلال نہیں ہے، لیکن اگر کوئی شخص مضطر و مجبور ہو تو اُس کے لئے جائز ہے۔

حضرت امام جعفرالصادق علیہ‌السلام سے روایت کی گئی ہے کہ آپ سے گدھی کا دودھ بطور علاج‌ودوا استعمال کرنے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے اس کی اجازت‌و رخصت دی تھی۔

۴۷۔ انگور وغیرہ کا رس۔

حضرت امام جعفرالصادق علیہ‌السلام سے منقول ہے، آپ نے فرمایا کہ شراب بننے سے قبل تازہ رس کے پینے میں کوئی حرج نہیں ہے جب تک کہ وہ نشہ آور نہ ہو۔

۴۸۔ شراب۔

المائدہ (۵) آیت ۹۰ میں حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اے وہ لوگو! جو ایمان لا چکے ہو، ماسوا اس کے نہیں ہے کہ شراب اور جوا اور بت اور فال نکالنے کے تیر شیطانی کی پلیدی ہیں۔ پس تم اس شیطانی عمل سے بچے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ پس آنحضرت صلعم نے اس ارشاد الٰہی کے مطابق شراب نوشی سے منع فرمایا ہے، جس طرح کہ حضور نے دوسرے تمام حرام کاموں سے منع فرمایا تھا۔

امام جعفرالصادق سے، آپ کے پدر بزرگوار امام باقر سے اور آپ کے آباء کرام علیہم السلام سے مروی ہے، کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ شراب حرام ہے اور آنحضور صلعم نے عین شراب، اس کے نچوڑنے والے، نچوڑ لینے کے سامان، فروشندہ، خریدار، پینے والے، پلانے والے، اٹھانے والے، رکھنے کے مقام اور اس کی قیمت وآمدنی کھانے والے پر لعنت بھیجی ہے۔

امام جعفرالصادق علیہ السلام سے منقول ہے، آپ نے فرمایا، کہ وہ شخص جو شراب نوشی کا عادی ہو، جب بھی خدا کے حضور میں پیش ہو جائے تو وہ ایک بت پرست کی طرح پیش ہوگا اور جو شخص شراب سے صرف ایک گھونٹ بھی پئے تو پروردگار عالم چالیس دن تک اس کی نماز وعبادت قبول نہ کریگا۔

امام جعفرالصادق علیہ السلام سے مروی ہے، آپ

نے فرمایا کہ تین اشخاص پر جنت حرام کی گئی ہے، وہ شرابی، بت پرست اور آل محمد صلعم کا دشمن ہیں، اور جو شخص شراب نوشی کر کے چالیس دن کے اندر اندر مر جائے تو وہ خداوند عالم کے حضور میں بت پرست کی طرح پیش ہو گا۔

۲۹- منشیات۔

حضرت امیرالمومنین علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے رسول خدا صلعم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں کسی بھی نشہ آور چیز کو حلال قرار نہیں دیتا، ہر نشہ آور چیز، خواہ کم ہو یا زیادہ، حرام ہے۔

حضرت امیرالمومنین علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے، آپ نے فرمایا کہ اس شخص سے دوستی و

محبت نہ رکھا کرو جو نشہ آور چیز کوحلال ثابت کرنے کا کوشاں ہو کیونکہ جو شخص اسے حرام سمجھتے ہوئے پیتا ہے، وہ نافرمانی میں اس طرح ہلاک نہیں ہو رہا ہے جس طرح کہ کوئی شخص نشہ آور چیز کواپنے لئے حلال ٹھہراتے ہوئے یا دوسرے کے لئے حلال قرار دیتے ہوئے نافرمانی کی ہلاکت سے ہلاک ہو رہا ہے اور اگرچہ وہ خود نہ پیتا ہو لیکن اسے حلال قرار دینا ہی اس معنی کے لئے کافی ہے کہ وہ پیغمبر برحق صلعم کے لائے ہوئے احکام سے بیزاری اور ان کی تروید کر رہا ہے اور نافرمان شیاطین کو خوش کر رہا ہے۔

امام جعفرالصادق علیہ‌السلام سے منقول ہے، آپ نے فرمایا کہ جس نے کوئی نشہ‌آور چیز پیا اور اپنی عقل کھو بیٹھا تو اس سے روح‌الایمان نکل گئی۔

فصل ۳

ذبح کرنے کے آداب

۳۰۔ بوقت ذبح خدا کا نام۔

سورۃالانعام (۶) آیت ۱۱۸ میں باری تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ: اگر تم اللہ تعالیٰ کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہو تو جس ذبیحہ پر خدا کا نام لیا گیا ہو اس میں سے کھاؤ۔

۳۱۔ تیز چھرا۔

امام جعفرالصادق ؑ، آپ کے پدر بزرگوار امام باقر ؑ سے اور آپ کے آباء کرام ؑ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی ذبیحہ کو ذبح کرے تو اسے چاہئے کہ اپنے چھرے کو تیز

کرے اور اپنے ذبیحہ کو نسبتاً آرام پہنچائے۔

۳۲۔ قبلہ اور نخاع۔

امام جعفرالصادق علیہ‌السلام سے منقول ہے، آپ نے فرمایا کہ جب تم کسی ذبیحہ کو ذبح کرنا چاہو تو جانور کو غیر ضروری عذاب نہ دو، چھری تیز کر لو، شرط قبلہ کو بجا لاؤ اوربوقت ذبح چھری کو گردن کی ہڈی کے جوڑ سے گزار کر حرام مغز تک نہ پہنچاؤ، حتیٰ کہ اس کی جان نکل جائے۔

امام عالیمقام کے اس ارشاد گرامی میں 'لاتنخعها' فرمایا گیا ہے جس کے معنی ہیں کہ چھری کو اس کے ذبح کرنے کی آخری جگہ سے آگے گزار کر حرام مغز تک نہ پہنچاؤ اور ذبح کی آخری حدیہ ہے کہ گردن کی چار رگوں (حلقوم، نرخرہ اور دونوں شہ رگ) کو کاٹنے کے بعد چھری

گردن کی ھڈی کے جوڑ پر ھی روک لی جائےکیونکہ ذبیحہ کی گردن کو توڑ کر حرام مغز کاٹنا سنت کے خلاف ہے جب تک کہ اس میں سے قطعی طور پر جان نہ نکل جائے۔

۳۳۔ بغیر قبلہ کا ذبیحہ۔

إمام باقر اور امام جعفرالصادق علیہماالسلام سے منقول ہے، ان دونوں حضرات نے ایسے شخص کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے جس نے قبلہ کے بغیر ذبح کیا ہے اور وہ ارشاد یہ ہے کہ اگر اس نے غلطی، بھول اور نادانی کے سبب سے ایسا کیا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اس کا ذبیحہ کھایا جا سکتا ہے اور اگر اس نے قصداً بغیر قبلہ کے ذبح کر دیا ہے تو برا کیا ہے، ایسا ذبیحہ کھایا نہیں جا سکتا جب کہ اس نے قصداً خلاف سنت عمل کیا ہے۔

۳۴- بسم اللہ و اللہ اکبر-

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے، آپ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص کسی جانور کو ذبح کرے تو اُسے 'بسم اللہ و اللہ اکبر' کہنا چاہئے-

امام باقر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ ذبح کرنے والے کو اللہ کا ذکر کرنا بھی کافی ہے، یعنی وہ ذبیحہ پر از قسم تسبیح یا تہلیل جو کچھ بھی اللہ کا ذکر کرے وہ اُس کی طرف سے کافی ہے اور اگر قصداً بسم اللہ کہنا چھوڑ دے تو اُس کا ذبیحہ نہ کھایا جائے- **پس** اگر اُس سے نادانی ہوئی یا وہ بھول گیا تو جب یاد آئے اور کھائے بسم اللہ کہے-

۳۵- حیوان کو عذاب نہ دو-

رسول اللہ صلعم سے منقول ہے کہ آنحضرت نے

حیوان کو عذاب دینے سے اور جانوروں کو 'صبر' کرنے سے منع فرمایا ہے۔ صبر کے معنی ہیں حبس وقید کرنا جس شخص نے کسی جاندار شے کو قیدوبند کر دیا تو اس نے اسے 'صبر' کر دیا چنانچہ اسی معنی میں کہا جاتا ہے 'قتل فلان صبراً' یعنی فلاں شخص کو قید کر کر کے مارا گیا جبکہ اس کو مرتے دم تک حبس میں رکھا جائے پس مصبوروجبور جانور وہ ہیں جن کو آب ودانہ اور گھاس چارا سے روک رکھا ہو، جیسے جانوروں میں سے مرغی کو باندھ دیا جائے اور اسکو ایک خاص جگہ میں رکھ لیا جائے پھر اسکو آب ودانہ کے بغیر اس طرح پڑی رہنے دیا جائے کہ وہ مر جائے۔

۳۶۔ بغیر ذبح۔

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے، آپ نے فرمایا کہ کسی شخص نے کوئی چڑیا بےکار مار ڈالی تو خداوند عالم اس شخص کو قیامت کے دن اپنی عدالت گاہ میں

حاضر کرلیگا، وہ چڑیا چیخ مار کر کہیگی، اے پروردگار! آپ اس آدمی سے پوچھئے کہ اس نے مجھے بغیر ذبح کے کیوں مار ڈالا؟ پس تم میں سے ہر شخص کو چاهئے کہ حیوان کو تکلیف دینے سے بچے، چھری کو تیز کرے اور جانوروں کو عذاب نہ دے۔

۳۷- کھال اتارنا اور سر جدا کرنا۔

رسول خدا صلعم سے مروی ہے کہ آپ نے ذبیحہ کی کھال اتارنے یا سر کاٹنے سے منع فرمایا ہے، یہاں تک کہ اسکی جان نکل جائے اور حرکت بالکل بند ہو جائے۔

۳۸- گلے میں ذبح کی جگہ۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے، آپ نے فومایا کہ جانور کو مذبح پر ذبح کرو یعنی سر اور

گردن کے درمیان جہاں غلصمہ ہے اس کے نیچے اس طرح ذبح کرو کہ غلصمہ سر کے ساتھ بالکل سالم رہ جائے، چھری کو گردن کی ہڈی کے جوڑ سے گذار کر حرام مغز تک نہ پہنچاؤ، اور گردن نہ توڑو حتیٰ کہ اس کی جان نکل جائے۔

غلصمہ کو معلوم کر لینے کے لئے ہاتھ سے جانور کے حلق پر ٹٹولا جا سکتا ہے۔ غلصمہ حلقوم کی گرہ کا نام ہے، بعض کے نزدیک یہ زبان کی جڑ ہے، اور بعض کے نزدیک یہ حلقوم کا سرا ہے مگر ان ناموں سے ذبح کی جگہ کے تعین میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

۳۹۔ چھری کو حرام مغز تک نہ پہنچاؤ۔

امام جعفرالصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ سے اس شخص کی بابت پوچھا گیا جس نے ذبیحہ کی جان نکل جانے سے قبل چھری کو گردن کی ہڈی کے جوڑ سے

گزار کر حرام مغز تک پہنچا دیا ہے یعنی اس کی گردن توڑ دیتا ہے، آپ نے فرمایا کہ اس نے برا کیا لیکن اسکو کھانے میں کوئی حرج نہیں۔

۴۰۔ ذبح کے ساتھ سر جدا کر دینا۔

رسول اللہ صلعم سے منقول ہے کہ آنحضرت نے ذبح کرتے وقت ذبیحہ کا سر جدا کر دینے سے منع فرمایا ہے۔

۴۱۔ قصاب کو ہدایت۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے حضرت رفاعہ کو خط لکھا، یہ وہی رفاعہ بن شداد ہے جو شہر اہواز میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا قاضی تھا، خط کا موضوع یہ تھا کہ قصابوں کو حکم دو کہ وہ جانوروں کو عمدگی سے ذبح کریں اور جو

قصاب ھڈیوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے تو اسکو سزا دو اور اُس نے جو جانور ذبح کیا ہے اُسکو کتوں کے سامنے ڈلوا دو۔

ھڈیوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دینا شاید اسلئے منع کیا گیا ہے کہ اگر ھڈی کا کوئی چھوٹا سا ٹکڑا یا ریزہ غذا کے ساتھ غلطی سے کھا لیا جائے تو یہ منہ یا حلق یا آنتوں وغیرہ میں جا کر خطرناک ثابت ھو سکتا ہے۔ لہذا قصاب کے علاوہ بھی گوشت کاٹتے وقت احتیاط اور ھوشیاری سے کام لیا جائے۔

۴۲۔ نادانستگی سے سر کو جدا کردینا۔

امام باقر علیہ‌السلام سے مروی ہے، آپ نے فرمایا کہ ذبح کرنے والا قصداً ذبیحہ کے سر کو بوقت ذبح جدا نہ کر دے۔ اگر اس نے نادانستگی سے ایسا کیا ہے تو پھر کوئی حرج نہیں۔

۴۳- تیز چھری کی وجہ سے سر کا جدا ہو جانا-

امام جعفرالصادق علیہ‌السلام سے منقول ہے کہ آپ نے اس شخص کے متعلق فرمایا جو بوقت ذبح قصداً سر کو الگ تو نہیں کرتا مگر چھری تیزی کے سبب سے گزر جاتی ہے اور ذبیحہ کے سر کو علاحدہ کر دیتی ہے- آپ نے فرمایا کہ اگر اس نے قصداً ایسا نہیں کیا ہے تو اس کے ذبیحہ کو کھایا جا سکتا ہے-

۴۴- حلق کے سوا ذبح-

رسول خدا صلعم سے مروی ہے کہ آپ نے حلق کے سوا کہیں اور ذبح کرنے سے منع فرمایا ہے، یعنی جبکہ اس سنت پر عمل کرنے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو-

امام باقر علیہ‌السلام نے فرمایا کہ ایسا ذبیحہ نہ کھایا جائے جس کو ذبح کرنے کی جگہ سے ذبح نہ

کیا گیا ہو۔

امام جعفرالصادق علیہ‌السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی بیل یا اونٹ کنویں یا گڑھے میں گر پڑے یا قابو سے نکل جائے اور اس کے مذبح ومنحر (ذبح اورنحرکی جگہ) پر قدرت حاصل نہ ہو تو بسم‌اللہ کہکر جہاں ممکن ہو نیزہ مارا جائے اور اسے کھایا جائے۔

۴۵۔ لوہے کے بغیر ذبح۔

رسول‌اللہ صلعم سے منقول ہے کہ آپ نے لوہے کے بغیر کسی اور چیز سے ذبح کرنے سے منع فرمایا ہے نیز حضرت علی مرتضیٰ، امام باقر اور امام جعفرالصادق علیہم‌السلام سے مروی ہے، ان تمام حضرات أئمہ طاہرین علیہم‌السلام نے فرمایا ہے کہ لوہے کے ہتھیار کے سوا کسی اور چیز سے ذبح کرنا جائز نہیں ہے۔

٤٦- چھوٹی عمر کے جانوروں کا ذبح-

رسول اللہ صلی‌اللہ‌علیہ‌وآلہ‌وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے مادہ جانور کے پیٹ کے بچے کو نیز ان جانوروں کے دودھ پیتے بچوں کو کسی خاص سبب کے بغیر ذبح کرنا مکروہ قرار دیا ہے-

فصل ۴

کسی کے هاتھ کا ذبیحه کھانے یا نه کھانے کا مسئله

۴۷- یهودی، نصرانی وغیره کا ذبیحه-

امام باقر علیه‌السلام سے منقول ہے که آپ سے یهودی، نصرانی اور مجوسی کے هاتھ کا ذبیحه نیز اهل‌خلاف کے هاتھوں کے ذبائح کھانے یا نه کھانے کی بابت پوچھا گیا تو آپ نے اللہ‌تعالی کا یه ارشاد تلاوت فرمایا جو سورة‌الانعام (٦) آیت ۱۱۸ میں ہے که: فکلوا مما ذکر اسم اللہ علیه یعنی جس ذبیحه پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا ہے اس کو کھاؤ-

آپ نے فرمایا که جب تم ان کو بوقت ذبح اللہ کا ذکر کرتے هوئے سنو تو ان کا ذبیحه کھاؤ اور جس ذبیحه پر اللہ کے نام کا ذکر نه هو تو اس کو نه کھانا، اور ان اهل ادیان میں سے جو گروه یا جو شخص بوقت‌ذبح

اللہ کا نام ترک کرنے میں متہم ہو اور اللہ کا نام لئے بغیر اسے حلال سمجھتا ہو تو اس کا ذبیحہ کھانا جائز نہیں مگر یہ ہے کہ ذبیحہ کو بوقت ذبح دیکھا گیا ہو اور اس نے سنت کے مطابق ذبح کر دیا ہو اور اس پر اللہ کا نام لیا ہو تو پھر اسکا کھانا جائز ہے اور اگر ایسی جگہ ذبح کیا ہے جہاں تم نےنہیں دیکھا ہو تو ایسا ذبیحہ نہ کھایا جائے۔

۴۸- بازاری گوشت۔

امام جعفرالصادق علیہالسلام سے مروی ہے آپ سے اس گوشت کے بارے میں پوچھا گیا جو بازاروں میں فروخت ہوتا ہے اور یہ معلوم نہیں کہ قصابوں نے جانور کو کیسے ذبح کیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ اس گوشت کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے جب کہ ان کے ذبح کے متعلق کوئی ایسی اطلاع نہ ہو کہ انہوں نے خلاف

سنت ذبح کیا ہے۔

۴۹۔ اعراب نصرانی کا ذبیحہ۔

امام جعفرالصادق علیہ‌السلام سے مروی ہے کہ آپ نے اعراب نصرانیوں کے ھاتھ کا ذبیحہ کھانا ناپسند اور مکروہ فرمایا ہے۔

واضح رہے کہ یہودی، نصرانی، مجوسی وغیرہ کے ذبیحہ کا ذکر اس سے قبل ھو چکا ہے یہاں صرف اعراب نصرانی کے ذبیحہ کا بیان ہے چنانچہ اعراب کے معنی ہیں عرب کے گنوار اور بدو، اور نصرانی عیسائی کو کہتے ہیں پس اعراب نصرانی کا مطلب ہے عرب کے بدو یا صحرانشین عیسائی۔

۵۰۔ مرتد کا ذبیحہ۔

امام باقر علیہ‌السلام سے منقول ہے کہ آپ نے

مرتد کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانے سے منع فرمایا ہے (مرتد وہ ہے جو دین اسلام سے پھر گیا ہو)

-۵۱- بچے اندھے اور عورت کا ذبیحہ-

امام باقر اور امام جعفرالصادق علیہما السلام سے منقول ہے کہ دونوں حضرات نے بچے کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانے کی رخصت دی ہے، جب کہ وہ ذبح کر سکتا ہو اور جس طرح ذبح کرنا چاہئے اسی طرح ذبح کرے اسی طرح اندھے کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانے کی رخصت دی ہے جب کہ اس کو قبلہ رو سیدھا کر دیا گیا ہو، نیز ان حضرات نے عورت کے ذبیحہ کو کھانے کی رخصت واجازت دی ہے، جب کہ وہ عمدگی کے ساتھ ذبح کرے-

-۵۲- طہارت اور ذبح-

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے

کہ آپ سے طہارت کے بغیر ذبح کرنے کی بابت پوچھا گیا تو آپ نے اس کی رخصت دے دی۔

۵۳۔ گونگے کا ذبیحہ۔

امام جعفرالصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے گونگے کا ذبیحہ کھانے کی رخصت دی ہے، جب کہ وہ بسم اللہ کہنا سمجھتا ہو اور وہ (اپنی آواز وغیرہ سے) اس کا اشارہ کرتا ہو۔

فصل ۵

صحیح ذبح کی شناخت

سورۃالمائدہ (۵) آیت ۱ میں اللہتعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: احلت لکم بھیمۃالانعام، یعنی تمہارے لئے چرنے والے مویشی حلال کئے گئے۔

۵۴۔ جانور کے پیٹ کا بچہ۔

امام جعفرالصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے آیۂ کریمہ ''احلت لکم بھیمۃالانعام،، کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ جانور کا وہ بچہ جو اپنی ماں کے پیٹ میں ہو جب اس پر بال اور اون نکل آئے تو اس کا ذبح کرنا (بس یہی کہ) اس کی ماں کو ذبح کرنا ہے امام علیہ السلام کے اس ارشاد کے معنی یہ ہیں کہ (جانور کو ذبح کیا جائے اور اس کے پیٹ کے بچے کو ذبح نہ کیا جائے کیونکہ) خود ماں کو ذبح

کرنا ھی بچے کو ذبح کرنا ہے اور اگر جنین یعنی پیٹ کے بچے پر بال اور اون نہ نکلے ھوں تو اس کو نہ کھایا جائے۔

۵۵۔ پاک ذبیحہ۔

جو شخص کسی حلال اور جائز جانور کو حلق پر ''غلصمہ،، کے نیچے ذبح کرے اور ذبح سنت کے مطابق ھو چنانچہ اس نے حلقوم، نرخرہ اور گردن کی دونوں شہرگوں کو کاٹ ڈالا اور خون کو بہا دیا اور اس کے اس فعل سے ذبیحہ کی جان نکل گئی تو ھمارے علم کے مطابق اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ ایسا ذبیحہ پاک ہے۔

۵۶۔ اگر جانور کا کوئی حصہ کٹ کر جدا ھو جائے۔

امام زین العابدین اور امام باقر علیہما السلام

سے منقول ہے دونوں حضرات نے فرمایا کہ ذبح کرنے سے قبل حیوان کے جسم سے اگر کوئی حصہ کٹ کر جدا ہو جائے تو وہ حصہ مردار کے برابر ہے اسے نہ کھایا جائے اگر ایسے جانور کو ذبح کرنے کے لئے بروقت رسائی ہو سکے تو اسے ذبح کرکے باقی حصہ کھایا جائے۔

۵۷۔ صحیح ذبح کی علامت۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ صحیح ذبح کی علامت تو یہ ہے کہ ذبیحہ بوقت ذبح آنکھ پھرالے یا اس کا پیر حرکت کرے یا اس کی دم یا کان ہل جائے پس اگر ان علامتوں میں سے کچھ بھی نہ ہو اور ذبیحہ سے بوقت ذبح صرف خون بہہ جائے جب کہ اس نے کوئی حرکت نہیں کی ہے تو اسے نہ کھایا جائے۔

۵۸- پیروں پر چھری سے مارنا۔

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ ذبیحہ کے ساتھ نرمی کی جائے ذبح سے پہلے اور بعد میں اس کے ساتھ کوئی سختی نہ کی جائے چنانچہ آپ نے ذبیحہ کے پیروں کو چھری سے مارنا ناپسند فرمایا ہے۔

۵۹- اگر ذبیحہ بلند جگہ سے گر جائے یا پانی یا آگ میں لڑھک پڑے۔

امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ سے ایسے ذبیحہ کی بابت پوچھا گیا جو ذبح کے بعد بلند جگہ سے گر جاتا ہے یا پانی یا آگ میں لڑھک پڑتا ہے آپ نے فرمایا کہ اگر تم نے عمدہ طریقے سے ذبح کر دیا ہے اور جو واجب ہے اس کو ادا کر دیا ہے تو پھر اس کو کھاؤ۔

۶۰- جانور کو لٹا کر ذبح کیا جائے۔

امام جعفرالصادق علیہ‌السلام سے مروی ہے کہ آپ سے اس بکری کے بارے میں پوچھا گیا جس کو کھڑا رکھ کر ذبح کیا جاتا ہے آپ نے فرمایا کہ ایسا نہیں کرنا چاہئے سنت تو یہ ہے کہ اسے پہلو کے بل قبلہ رو لٹا کر ذبح کر دیا جائے۔

۶۱- اونٹ نحر کرنے کا طریقہ۔

امام جعفرالصادق علیہ‌السلام سے مروی ہے آپ سے پوچھا گیا کہ اونٹ کو ذبح کیا جائے یا نحر کیا جائے؟ آپ نے فرمایا کہ سنت تو یہ ہے کہ اسے نحر کیا جائے، عرض کیا گیا کہ نحر کرنیکا طریقہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اونٹ کو قبلہ رو کھڑا کیا جائے اور اس کا ایک ہاتھ باندھ دیا جائے اور جو شخص نحر کرے وہ قبلہ کی طرف کھڑا رہے اور چوڑی چھری سے اس کی چھاتی اور گردن کے

درمیان منحر (نحر کرنے کی جگہ) میں مارے یہاں تک
کہ وہ اس کو کاٹے اور کافی گہرا پھاڑ ڈالے اور اس کا
دل چر جائے۔

اونٹ کے نحر کرنے کی جگہ کا نام عربی میں
لبۃ(منحر) ہے فارسی میں ''گودی بین گردن وسینہ'' لکھا
ہے یعنی وہ گڑھا جو اونٹ کی گردن اور سینہ کے درمیان
واقع ہے بروشسکی میں ایس کھپون کہا جاتا ہے۔

۶۲۔ آیا گائے کو ذبح کیا جائے یا نحر؟

امام جعفرالصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ
سے گائے کے متعلق پوچھا گیا کہ اس کے ساتھ کیا کیا
جائے؟ آیا اس کو ذبح کیا جائے یا نحر کیا جائے؟ آپ
نے فرمایا کہ سنت تو یہ ہے کہ اس کو پہلو کے بل لٹا
کر ذبح کیا جائے اور اگر (بوقت ضرورت) نحر کیا گیا
تو کوئی حرج نہیں۔

۶۳۔ سنت کے خلاف ذبح۔

امام جعفرالصادق علیہ‌السلام سے مروی ہے آپ
سے ایسے ذبیحہ کے متعلق پوچھا گیا جو گردن کے پیچھے
سے ذبح کیا گیا ہو آپ نے فرمایا کہ اگر یہ قصداً نہ کیا
گیا ہو تو پھر اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے
اور اگر کسی نے قصداً پس گردن سے ذبح کیا ہے حال
آنکہ وہ سنت نبوی سے واقف تھا تو اس کا ذبیحہ نہ کھایا
جائے اور اس کو اچھی طرح سے ادب سکھایا جائے۔

۶۴۔ اگر حلال وحرام مخلوط ہو جائیں۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ‌السلام سے منقول ہے
کہ آپ سے دو مذبوحہ بکریوں کی بابت پوچھا گیا جن
میں سے ایک پاک ہے اور دوسری ناپاک، اب پتہ نہیں چلتا
کہ ان دونوں میں سے پاک کونسی ہے، آپ نے فرمایا کہ
ایسی صورت میں دونوں کو پھینک دیا جائے۔

فصل ٦

شکار میں حلال وحرام

٦٥- شکار کرنا حلال ہے۔

سورۃ المائدۃ (۵) آیت ۹٦ میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ احل لکم صید البحر و طعامہ متاعاً لکم وللسیارۃ وحرم علیکم صید البر ما دمتم حرما یعنی تمہارے اور قافلے کے فائدے کے لئے دریائی شکار اور اس کا کھانا (تو ہر حالت میں) حلال کر دیا گیا ہے اور جب تک تم حالت احرام میں رہو تم پر خشکی کا شکار حرام کر دیا گیا ہے۔ نیز اسی سورۃ (۵) کی آیت ۲ میں ارشاد ربانی ہے کہ واذا حللتم فاصطادوا، اور جب تم احرام کھولو تو شکار کر سکتے ہو۔

٦٦- گھونسلے میں پرندے کا شکار۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ

رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ پرندہ اپنے گھونسلے میں خدا کی امن و پناہ میں محفوظ ہے پس جب اُڑ جائے تو اگر تم چاھو تو شکار کرسکتے ھو۔ امام جعفر الصادق علیہ السلام نے فرمایا کہ پرندوں میں سے وھی پرندہ شکار ھو جاتا ہے جس نے اپنے رب کی تسبیح و تقدیس کو ضائع کر دیا ھو۔

٦٧۔ کبوتر کا شکار۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے شہروں میں کبوتر کا شکار کرنے سے منع فرمایا ہے، اور دیہات میں اسکے شکار کی اجازت دی ہے۔

٦٨۔ شکار کا حق کس کو ملنا چاھئے؟

حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے، آپ نے فرمایا، کہ شکار کے جانور پر اسی کا حق

ہے، جو پکڑنے یا مارنے میں سابق ہو۔

فصل ۷

شکاری جانوروں کا شکار

سورۃالمائدہ (۵) آیت ۴ میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ: وما علمتم من الجوارح مکلبین، اور وہ شکاری جانور جن کو تم نے سکھایا ہے۔

۶۹- شکاری جانور۔

امام جعفر الصادق سے، آپ کے پدر بزرگوار امام باقر سے اور آپ کے آباء کرام علیہم السلام سے مروی ہے کہ علی مرتضیٰ علیہ السلام سے آیت مذکورہ کی بابت پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس آیت میں ,,جوارح،، سے کتے مراد ہیں اور ,,جارح،، کمانے والے کو کہتے ہیں اور اس معنی میں خداوند تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ: ویعلم ما جرحتم بالنہار، اور تم نے دن میں جو کچھ کمایا ہے اللہ

آس سے واقف ہے۔

۷۰۔ سکھائے ہوئے کتوں کا شکار۔

امام جعفرالصادق علیہ‌السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ سکھائے ہوئے شکاری کتے جس شکار کو پکڑ لیں اس کا کھانا حلال ہے اور اگرچہ شکاری کتے اس جانور کو جان سے مار ڈالیں، لیکن جس شکار کو ایسے کتے مار ڈالیں کہ وہ سکھائے ہوئے نہیں ہیں تو اسے نہیں کھایا جا سکتا اس کے معنی یہ ہیں کہ شکاری کتے کو چھوڑتے وقت بسم‌اللہ کہا گیا ہو تو اس کا پکڑا ہوا شکار کھایا جا سکتا ہے اور اگر بھول کر بسم‌اللہ نہ کہا گیا ہو تو ایسے شکار کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۷۱۔ اگر شکاری جانور شکار سے کچھ کھائے۔

امام باقر اور امام جعفرالصادق علیہ‌السلام سے

منقول ہے کہ دونوں حضرات نے ایسے شکار کے کھانے کی اجازت دی ہے جس کو سکھائے ہوئے کتے نے پکڑا ہو اور اگرچہ کتے نے اسے جان سے مار ڈالا اور اس میں سے کچھ کھا لیا ہو مگر ان دونوں حضرات نے ایسے شکار کو کھانے کی اجازت نہیں دی ہے جس کو شکاری پرندے نے پکڑ کر اس میں سے کچھ کھا لیا ہو۔

حضرت امام مہدی باللہعلیہالسلام فرماتے تھے کہ شکاری پرندہ جس شکار کو پکڑے اس کو کھایا جا سکتا ہے، آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ کتا کبھی کبھار دیوانہ ہو جاتا ہے اور آپ کے اس قول سے آپ کے آباء کرام علیہمالسلام کے قول کی مخالفت نہیں ہوتی کیونکہ آپ کے آباء کرامعلیہمالسلام نے دیوانہ کتے کا پکڑا ہوا شکار کھانے کی اجازت نہیں دی ہے انہوں نے تو صرف اس کتے کے شکار کو کھانے کی اجازت دی ہے جو سکھایا ہوا تندرست ہو یعنی جس میں داءالکلب (کتے کی بیماری)

نہ ہو اور امام مہدی باللہ علیہ السلام کا یہ ارشاد کہ شکاری پرندے کا پکڑا ہوا شکار کھایا جا سکتا ہے تو یہ شکاری پرندہ اُن شکاری جانوروں میں سے ہے جن کے پکڑے ہوئے شکار کو کھانا اللہ تبارک وتعالیٰ نے حلال کر دیا ہے۔

۷۲۔ شکاری پرندے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ شکرے اور باز شکاری جانوروں میں سے ہیں۔

۷۳۔ چیتا اور اس کا شکار۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ سکھایا ہوا چیتا کتے کی طرح ہے اور وہ جس شکار کو پکڑے اس کو کھایا جا سکتا ہے اور امام جعفر الصادق علیہ السلام کا یہ ارشاد اُس بنیاد (یعنی آیۂ کریمہ)

پر ہے جسکا ہم نے قبلاً شکاری جانوروں کے متعلق تذکرہ کیا ہے۔

۷۴۔ کالا کتا۔

رسول اللہ صلعم سے منقول ہے کہ آپ نے کالے کتے کا شکار کھانے سے منع فرمایا ہے اور اسے مار ڈالنے کا حکم دیا ہے اور یہ حکم صرف اس کتے کی بابت ہے جو بالکل ہی کالا ہو۔

۷۵۔ سکھائے ہوئے کتے۔

امام جعفرالصادق علیہ السلام سے مروی ہے، آپ نے فرمایا کہ سکھائے ہوئے کتے سب کے سب ایک ہی درجہ رکھتے ہیں، ان میں کردی کتا سلوقی کتے کی طرح ہے۔

۷۶- بغیر بسم اللہ کا شکار۔

امام جعفرالصادق علیہ السلام سے منقول ہے، آپ نے شکار کے بارے میں فرمایا کہ جس نے شکار کی طرف کتے کو چھوڑتے ہوئے بسم اللہ نہ کہا ہو تو وہ اس کو نہ کھائے یعنی صرف اس شکار کو نہ کھایا جائے جو بالکل مر چکا ہو اور جس کی طرف کتے کو چھوڑتے ہوئے بسم اللہ کہنا قصداً ترک کر دیا ہو پس اگر بسم اللہ نہ کہنے کا سبب صرف فراموشی اور نادانستگی ہو تو اس صورت میں وہ شخص اپنے شکار کو کھا سکتا ہے اور اگر ایسے کتے کا شکار زندہ ہے تو اسے سنت کے مطابق ذبح کیا جائے۔

۷۷- شکار کا زندہ ہاتھ آ کر پھر مر جانا۔

امام جعفرالصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے ایسے شکار کے بارے میں فرمایا جسے شکاری کتا پکڑتا ہے اور آدمی اس کو زندہ پاتا ہے پھر وہ شکار کتے

کے پکڑنے کی وجہ سے وہیں مر جاتا ہے، آپ نے فرمایا کہ تم اسے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے پیش نظر کھاؤ ”فکلوا مما امسکن علیکم یعنی تم اس شکار کو کھاؤ جسے شکاری جانوروں نے تمہارے واسطے پکڑ رکھا ہو، سورۃ ۵ آیت ۴،، البتہ وہ شکار جسے خود شکاری نے زندہ پکڑا تھا لیکن اس نے اس کو ذبح کرنے میں سستی کی یا اپنے گھر کی طرف لے کر چلا گیا پس وہ شکار مر گیا جب کہ کتے نے اسے مارا نہیں تھا تو اس صورت میں اس کا کھانا جائز نہیں ہے۔

۷۸۔ مجوسی کا کتا۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ‌السلام سے منقول ہے آپ نے مجوسی کے کتے کے بارے میں فرمایا کہ اس کا شکار نہ کھایا جائے مگر یہ ہے کہ مسلمان نے اس کو لے کر گلے میں پٹہ باندھا ہو اور سکھا کر اس کو شکار پر

چھوڑا ھو پس اگر ایسے کتے کو مسلمان شکار پر چھوڑے
تو اس کا شکار کھانا جائز ہے خواہ اس نے کتے کو سکھایا
بھی نہ ھو۔

فصل ۸

شکاریوں کے اسلحہ کا شکار

۷۹- ہتھیار اور ہاتھ کا شکار۔

المائدہ (۵) آیت ۹۴ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: یایھاالذین آمنوا لیبلونکم اللہ بشیء من الصید تنالہ ایدیکم ورماحکم، یعنی اے وہ لوگو! جو ایمان لا چکے ہو، ضرور اللہ تعالیٰ شکار میں سے ایسی چیز سے تمہاری آزمائش کرے گا، جس پر تمہارے ہاتھ اور تمہارے نیزے پہنچیں گے۔

امام جعفرالصادق علیہ‌السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جب کوئی آدمی شکار پر تلوار مار کر یا اس میں نیزہ لگا کر یا اس کو تیر کا نشانہ بنا کر مار ڈالتا ہے ساتھ ہی ساتھ اس نے بسم‌اللہ بھی کہا ہے تو

اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۸۰۔ شکار کا ٹکڑے ٹکڑے ہو جانا۔

آپ نے ایسے شخص کی بابت ارشاد فرمایا جو شکار کی طرف تیر چلاتا ہے مگر یہ تیر شکار تک نہیں پہنچتا اور اس سے پیشتر کہ یہ شخص شکار کے نزدیک پہنچ جائے کچھ دوسرے لوگ جلدی سے جا کر اپنی تلواروں سے اس شکار کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے ہیں آپ نے فرمایا کہ اس کا کھانا حلال ہے۔

آپ سے ایسے وحشی حمار یعنی گورخر کے بارے میں پوچھا گیا جس کی طرف لوگ بھاگ کر اس کو گھیرتے ہوئے اپنی تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتے ہیں اور انہوں نے اس پر خدا کا نام بھی لیا ہے آپ نے فرمایا کہ وہ فوری قسم کا ذبیحہ ہے اس کا گوشت حلال ہے۔

۸۱- شکار کا مردہ پایا جانا۔

امام جعفرالصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے ایسے شخص کے متعلق فرمایا ہے جو کسی شکار کو مارتا ہے پس وہ شکار زخم کو برداشت کرتے ہوئے ادھر آدھر بیقرار پھرتا ہے کیوں کہ اس میں تیر یا نیزہ پھنسا ہوا ہوتا ہے یا شدید زخم کی وجہ سے ایسا ہی ہوتا ہے پھر وہ شکاری کی نظروں سے غائب ہوجاتا ہے پھر دوسرے دن شکاری ایسے شکار کو مرا ہوا پاتا ہے اور اس میں اس کا اپنا تیر وغیرہ ہوتا ہے یا ایسا ہو کہ شکاری نے تلوار یا تیر سے شکار کے کسی نازک حصے میں مارا تھا (بہر حال اسی روز یا دوسرے روز) معلوم ہوا کہ یہ شکار کسی اور سبب سے نہیں بلکہ اسی شکاری کے فعل سے مر گیا ہے تو اس کا کھانا حلال ہے۔

فرہنگ تمہید

صاحبان امر۔

تبارک: بابرکت، برکت والا۔

تعالیٰ: بلند ہوا، اصطلاحاً بلند ہے۔

مبارِک: برکت دینے والا۔

مبارَک: برکت دیا ہوا۔

فرمان: شاہی پروانہ، شاہی حکم، اصطلاحاً امام کا امر۔

منشا: ہونے کی جگہ، پیدا ہونے کی جگہ، مراد، مطلب، سبب۔

تنزیل: نازل کرنا، اتارنا، ترتیب دینا، قرآن شریف، اصطلاحاً ظاہری معنی، جس میں تاویل نہ ہو۔

تاویل: حقیقت، اصلیت، اصطلاحاً باطنی معنی، حکمت۔

منزل تاویل: تاویل اور حکمت اترنے کی جگہ، یعنی پیغمبر اور امام علیہما السلام۔

مظہر: جائے ظہور، ظاہر ہونے کی جگہ۔

استخراج: نکالنا، نکال لینا۔

استنباط: باطنی معنی نکالنا۔

فرمان گزار: حکم ادا کرنے والا، حکم پہنچانے والا۔

کار فرما: کام بتانے والا، حکم کرنے والا، آقا۔

اہل بیت: گھر والے، گھر کے لوگ، اصطلاحاً پنجتن پاک اور أئمۂ برحق علیہم السلام۔

أئمہ: امام کی جمع۔

سلسلہ: زنجیر، ترتیب، نسل، اولاد، خاندان، شجرۂ نسب۔

تائید: مدد کرنا، قوت دینا، اصطلاحاً وہ معجزانہ مدد جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے۔

بمقتضای زمان و مکان: وقت اور جگہ کے تقاضہ کے مطابق، یعنی زمانہ اور ملک کی صورت حال کے موافق۔

عتاب: غصہ کرنا، خفا ہونا، ملامت کرنا۔

معنوی گہرائی: معنی کی گہرائی، باطن کی گہرائی۔

رجوع: لوٹنا، پھرنا، توجہ کرنا، لوٹانا۔

آسمانی کتاب: وہ کتاب جو آسمان سے نازل ہوئی ہے، وہ کتاب جو روحانیت کی بلندی سے کسی پیغمبر

کے مبارک دل میں آترنے کے بعد ظاھر ھوتی ہے۔

آل ابراھیم۔

امام مستقر: امامت کے درجات میں سے ایک درجہ، جس میں امامت نسلاً بعد نسل ھمیشہ کے لئے ٹھہری رھتی ہے، مستقر کے معنی ہیں جائے قرار، ٹھہرنے کی جگہ۔

امام مستودع: امامت کے درجات میں سے ایک درجہ جس میں امامت ایک پشت یا چند پشتوں تک امانت ھوتی ہے، مستودع کے معنی ہیں جائے امانت، امانت رکھنے کی جگہ، مستقر اور مستودع کی یہ دونوں اصطلاحیں قرآن پاک کی ۶/۹۸ اور ۶/۱۱ سے ماخوذ ہیں۔

عظام: عظیم کی جمع، بزرگ۔

کرام: کریم کی جمع، سخی اور بزرگ لوگ۔

رسول اور أئمہ علیہم السلام۔

افراط: زیادتی، حد سے بڑھنا۔

تفریط: کسی کام میں کمی اور کوتاہی کرنا۔

صاحب تاویل: تاویل کا مالک یعنی إمام علیہ السلام۔

درایت: عقل، دانائی۔

کتاب دعائم الاسلام۔

دعائم: دعامہ کی جمع، ستون۔

فقہ: دین کا علم، شریعت کا علم، قانون شریعت۔

مملو: بھرا ہوا۔

املاء: لکھنا۔

متداول: مروج، ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں جانے والی چیز۔

شائع: عام، مشہور، ظاہر، پھیلا ہوا۔

دعائم‌الاسلام کا اردو ترجمہ۔

ثمرہ: میوہ، پھل، نتیجہ۔

معتقدین: اعتقاد رکھنے والے۔

تدقیق: باریک بات کا نکالنا، بات کی باریکی میں جانا۔

فصول پاک اور اس کی وجہ تسمیہ۔

وجہ تسمیہ: نام رکھنے کی وجہ۔

اسباب: سبب کی جمع۔

علل: علت کی جمع، اسباب، وجوہ۔

مبنی: بنایا گیا۔

تبرکاًو تیمناً: خیروبرکت کے لحاظ سے، مبارک اور متبرک جان کر۔

فرہنگ فصول

۱۔ حرام: حلال کی ضد، ناجائز، ممنوع۔

مردار: مرا ہوا، ناپاک، وہ جانور جو بغیر شرعی ذبح کے مر چکا ہو۔

ذبح: شرعی طور پر جانور کے گلے کو کاٹنا۔

ذبیحہ: وہ جانور جو شرعاً ذبح کیا جانے والا ہے یا ذبح کیا گیا ہے۔

اضطراری: مجبوری، لاچاری۔

۲۔ تھان: بتخانہ، بت کدہ، مندر، آتشکدہ وغیرہ۔

چڑھانا: نیاز گزارنا، قربانی کرنا۔

تیروں سے قسمت معلوم کرنا: زمانۂ جاہلیت کی ایک رسم جس میں تیروں سے فال کا کام لیا جاتا تھا۔

۳۔ مجمل: جس میں بہت سا مطلب جمع کیا ہو۔

نوع: قسم، گونہ

انواع: قسمیں۔

نباتات: نبات کی جمع، سبزیاں، اگنے والی چیزیں۔

موجب: باعث، سبب۔

۴۔ حیوانات: حیوان کی جمع، جانور، جاندار۔

وحشی: جنگلی، جو جانور پالتو نہ ہو۔

کچلی: شکاری جانوروں کے دانت، اگلے دانت۔

پوٹا: سنگدان، حوصلہ، جو حلال پرندوں میں ہوتا ہے۔

۶، ۷، ۸۔ درندہ: چیرنے پھاڑنے والا جانور۔

بجو: ایک شکاری جانور، جسکو عربی میں ضبع اور فارسی میں کفتار کہتے ہیں۔

مباح: جائز کیا گیا، روا، حلال۔

۹، ۱۰، ۱۱۔ سوسمار: گوہ جسکو عربی میں ضب کہتے ہیں، جو چھپکلی کی قسم کا مگر اس سے بہت بڑا جانور ہے۔

جنگلی چوھا: اسکو عربی میں قنفذ اور فارسی میں خارپشت کہتے ہیں۔

مذبوحہ: ذبح کیا گیا۔

۱۵،۱۹،۲۰- استبراء: بےعیب ہونا، پاک ہونا۔
سیپ: عربی اور فارسی میں اسکو صدف کہتے ہیں، یہ ایک قسم کے سمندری جانوروں کا خول ہوتا ہے، موتی پیدا کرنے والا جانور بھی اسی قسم میں شامل ہےاور اس کا بھی ایسا ہی خول ہے۔
مضطر: مجبور، لاچار۔

۲۱،۲۲،۲۳- اہل کتاب: یہود اور نصاریٰ، موسیٰ علیہ السلام کی قوم اور عیسیٰ علیہ السلام کی قوم۔
مشرکین: خدا کی ذات وصفات میں کسی دوسرے کو شریک کرنے والے، آنحضرت صلعم کی نبوت ورسالت کی تکذیب کرنے والے، یعنی اہل اسلام کے ماسوا جو بھی ہیں (دیکھو کتاب دعائم الاسلام حصۂ دوم عربی صفحہ ۲۴۷-۲۴۸ روایت نمبر ۹۳۲)
مائع: سیال، رقیق چیز، پتلی چیز، بہنے والی شے۔

فاسد: خراب، بگڑا ھوا، تباہ۔

۲۸، ۲۹۔ جوا کھیل: قمار بازی، ہر وہ کھیل جو روپیہ لینے دینے کی شرط پر کھیلا جائے۔

منشیات: منشی کی جمع، نشہ والی چیزیں، نشہ آور چیزیں۔

۳۲، ۳۴۔ نخاع: حرام مغز، ریڑھ کی ھڈی کا گودا، حیوان کی گردن کی وہ سفید رگ، جس میں حرام مغز ھوتا ہے، جو پشت کے مہروں سے گزر کر دم کے آخری مہرہ تک لمبائی میں چلی گئی ہے، دعائم الاسلام حصہ دوم عربی کے صفحہ ۱۷۲ پر لکھا ہے: 'وھو عظم فی العنق'، یعنی وہ (نخاع) گردن میں ایک ھڈی ہے، اس ھڈی سے شاید وہ جوڑ مراد ہے، جو کہ ذبیحہ کی گردن پیچھے کی طرف کھینچنے سے جدا ھوتا ہے اور اس کے نیچے سے حرام مغز ظاھر ھو جاتا ہے۔

تسبیح: خدا کی پاکیزگی بیان کرنا، سبحان اللہ

یعنی خدا پاک ہے کہنا۔
تہلیل: لاإلہ‌الاالله کہنا۔

۴۷، ۵۵۔ مجوسی: گبر، آتش‌پرست، آفتاب پرست، ماہتاب پرست، ستارہ پرست۔
اھل خلاف: وہ لوگ جن کے نظریات‌مخالف ھوں۔
حلقوم: حلق کی وہ رگ (نلی) جس سے دانہ پانی جاتا ہے۔
نرخرہ: وہ رگ (نلی) جس سے جانور سانس لیتا ہے۔

۶۵، ۶۶، ۶۸۔ احرام: حج کے آداب میں سے ابتدائی ادب، جس میں حج سے پہلے بعض حلال‌ومباح چیزوں کو اپنے اوپر حرام‌وناجائز قرار دیا جاتا ہے اور ایسا کرنے کے لئے بیت‌اللہ شریف کے چو طرف میلوں دور مقامات مقرر ہیں۔
تقدیس: خدا کی پاکیزگی بیان کرنا۔

سابق: سبقت لے جانے والا، آگے بڑھا ہوا۔

نصیر ہونزائی

تمام شد

تصانیف علامہ نصیرالدین نصیر ہونزائی

شمار	نام کتاب
۱-	سلسلہ نور امامت-
۲-	نغمۂ اسرافیل-
۳-	میزان الحقائق-
۴-	شرافت نامہ-
۵-	منظومات نصیری-
۶-	مفتاح الحکمت-
۷-	فلسفۂ دعا-
۸-	مطلوب المومنین-
۹-	ثبوت امامت-
۱۰-	وجہ دین حصہ اول-
۱۱-	وجہ دین حصہ دوئم
۱۲-	پیر پندیات جوان مردی-
۱۳-	پیر ناصر خسرو اور روحانیت-
۱۴-	مقالات نصیری حصہ اول-
۱۵-	فصول پاک-

۱۶- آئینہ روح غ م-

۱۷- درس اخلاق غ م-

۱۸- تفسیر کلمۂ طیبہ غ م-

۱۹- تفسیر سورۂ فاتحہ غ م-

۲۰- درخت طوبیٰ فارسی غ م-

۲۱- درخت طوبیٰ اردو غ م-

۲۲- تحفہ بہ اسماعیلیان غ م-

۲۳- گلشن خودی غ م-

۲۴- نقوش حکمت غ م-

۲۵- قرآن اور امام غ م-

۲۶- روشنائی نامہ غ م-

۲۷- امام شناسی- غ م-

۲۸- خضر نامہ غ م-

۲۹- تجہیز و تکفین غ م-

۳۰- حقیقت نور غ م-

نوٹ - غ م کا مطلب ہے غیر مطبوعہ یعنی چھپی نہیں-

ضروری تصحیحات

صفحہ	سطر	
۲	۵	مطبع
۸	۷	تنزیل و تاویل قرآن
۹	۱۵	تک اس دنیا
۱۲	۸	علیہم السلام کی اس
۱۳	٦	لتکونوا
۱۴	۲	اسی گروه
۳۲	۲	آیۂ کریمہ
۳۲	۹	(مرنے کے قبل)
۸۰	۱۴	علیہما السلام
۸۳	۹	علیہ السلام